



وَخُصْتِيْ کَرَّ وَقْتِ اَمِ الْمُؤْمِنِينَ

سَيِّدُ عَالَمَهُ صَدِيقُهُ کَعْمَر

ابو طاہیر عرقانی:-

تَّلِيلِيْفُون
398330



تَّلِيلِيْفُون
893438

أَحْمَدَ يَكَادُ بِالْجَهَنَّمِ أَشَاعَتِ إِسْلَامَ

۱۔ مولانا آزاد روڈ فاطمہ بانی گورن جیکب سرکن بھئی ملا... ۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرتی کے وقت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کی عمر

کتب روایت میں عام طور پر اسی بات پر تذویر دیا جاتا ہے کہ کاشانہ نبوی میں داخلے کے وقت حضرت عائشہؓ ۹ سال تھیں اور آنحضرت صلیعہ سے آپ کا نکاح چھ سال کی عمر میں سنہؓ بنوت میں ہوا تھا۔ اگر یہ روایت بعینہ درست ہوئی تو ایک مسلمان کو اس کی محنت و حکمت پر کیسے اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ہم روایت و روایت کی روشنی میں دیکھیں تو مورث مال مختلف نظر آتی ہے اور یہ حقیقت کھلتی ہے کہ آنحضرت صلیعہ سے کہ آنحضرت صلیعہ کے ہاں تشریف لے جانے کے وقت سیدہ عائشہؓ کا سن مبارک انیس بیس سال سے کم نہ تھا۔

چھ سال کی عمر میں نکاح کی تغلیط سے قبل اس دور کے دو فاضل سیرت بگازوں کی آراء بدریع قادرین میں تاکہ تصویر کے دونوں رُخ پیش نظر ہیں۔ یہ دونوں سیرت زکار سیدیلہمان ندوی مرعوم اور سید ابوالاعلیٰ مودودی ہیں۔ جن کے تجزی علمی سے متعلق دو آراء نہیں پائی جاتیں۔

۱: سیدیلہمان ندویؓ مرعوم اپنی بلند پایہ تصنیف سیرت عائشہ میں تحریر فرماتے ہیں:-

”حضرت عائشہؓ کی ولادت کی تاریخ سے تاریخ دسیر کی عام کتابیں خاموش ہیں۔ مؤخر این سعد نے لکھا ہے اور بعض ارباب سیر نے رسمی کی تقلید کی ہے کہ حضرت عائشہؓ صدیقہ بنوت کے پچھے سال کی ابتداء میں پیدا ہوئیں اور بنوت کے دسویں سال پھر برس کے سن میں بیاہی گئیں لیکن یہ کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا گیونکہ اگر بنوت کے پچھے سال کی ابتداء میں ان کی ولادت مان لی جائے تو بنوت کے دسویں سال ان کی عمر ۶ سال کی نہیں بلکہ سات سال ہوگی۔ اصل یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کی عمر کے متعلق چند باتیں مستفقة طور پر ثابت ہیں۔ ہجرت سے تین برس پہلے ۶ برس کی عمر میں بیاہی گئیں شوال سنہؓ میں ۹ ریس کی تھیں کو خصتی ہوئی۔ ۱۸ سال کی عمر میں یعنی ربیع الاول سنہؓ میں بیوہ ہوئیں۔ اس لحاظ سے ان کی ولادت کی صحیح تاریخ بنوت کے پانچیں سال کا آخری حصہ ہو گا۔ یعنی شوال سنہؓ قبل ہجرت مطابق ۳۴۷ھ۔ آئندہ کے تاریخی واقعات سمجھنے کے لئے یہ جان لیتا چاہیئے کہ بنوت کے ۲۳ سال میں سے تقریباً ۱۳ سال مکہ میں اور دس مدینہ میں گزرے ہیں۔ حضرت عائشہؓ مجب پیدا ہوئیؓ تھیں تو بنوت کے چار

سال گزر چکے تھے اور پانچوں سال گزر رہا تھا یہ۔

۲۔ مولانا مودودی "حضرت عائشہؓ کے نکاح کی تاریخ" کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

"امام احمد طبری اور ہبھی کی ایک مفصل روایت سے نہ صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کا نکاح حضرت سودہؓ سے پہلے ہوا تھا بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ہجرت سے تین سال پہلے نہ سہ بعد بعثت کے ماہ شوال میں جب حضورؐ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کا نکاح ہوا تھا۔ اُس وقت وہ بھی برس کی تھیں یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے شوال سنه بعد بعثت ۶ سال کی تھیں تو ہجرت کے وقت ان کی عمر ۹ سال کی ہوئی چاہیئے اور معتبر روایت کی رو سے جب شوال سنه میں ان کی خصیٰ ہوئی تو وہ گیارہ سال کی ہوئی پاہمیں۔ حالانکہ تمام روایات اس بات پر مستحق ہیں کہ ان کا نکاح برس کی عمر میں ہوا اور خصیٰ ۹ سال کی عمر میں ہوئی۔ اس سوال کا جواب بعض علماء نے یہ دیا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی خصیٰ ہجرت کے سات ماہ بعد ہوئی اور حافظ ابن حجر نے اسی کو ترجیح دی ہے لیکن امام نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں اور حافظ ابن کثیر نے البدایہ میں اور علامہ قسطلانی نے مواہب اللدیۃ میں قطعیت کے ساتھ کہا ہے کہ خصیٰ سنه میں ہوئی حافظ بدر الدین علینی نے عمدة القاری میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ عز وجلہ بر سے واپس تشریف لانے کے بعد شوال سنه بعد میں حضرت عائشہؓ کی خصیٰ ہوئی۔ امام نووی اور علامہ علینی دونوں نے اس قول کو وہی قرار دیا ہے کہ یہ خصیٰ ہجرت کے سات ماہ بعد ہوئی۔ اس کے بعد لا زماً درہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر خصیٰ سنه بعد میں ہوئی تو پھر نکاح کی تاریخ کون سی تھی جو حضرت عائشہؓ کی عمر بوقت نکاح ۶ سال اور بوقت زفاف ۹ سال سے مطابقت رکھتی ہو۔ اس کا جواب ہم کو تجارتی کی اس حدیث سے ملتا ہے جو انہوں نے عروہ بن زیرؓ کے حوالے نے نقل کی ہے اس میں حضرت عروہ کہتے ہیں کہ ہجرت سے تین سال پہلے حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی دو سال یا اسکے قریب مدت تک وقف فرمائے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ عز وجلہ نے حضرت عائشہؓ سے نکاح کیا۔ پھر ۹ سال کی عمر میں ان کی خصیٰ ہوئی۔ اس سے حساب بالکل تھیک بیٹھتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کا نکاح ۶ سال کی عمر میں ہو ایک سال پہلے ہوا اور زفاف سنه بعد میں ہوا۔

(ماہنامہ تجمیع القرآن ستمبر ۱۹۷۴ء ص ۲۲)

یہ دونوں بزرگ ایک بات میں متفق ہیں کہ حضرت عائشہؓ کا نکاح ۶ سال کی عمر میں ہوا اگر

سید سلیمان کی رو سے سیدہ عائشہ زنگی پیدائش شہ بعثت میں اور نکاح شامیہ بعثت میں ہوا اور رخصی شوال شامیں ہوئی جبکہ کرسی مودودی صاحب کے حساب سے پیدائش شہ بعثت میں ہوئی؟ نکاح شامیہ بعثت میں اور رخصی شوال شامیہ میں ہوئی؟

محی القامة آواز :-

سال کی عمر میں شادی کی روایت کے خلاف سب سے پہلی آداب غائب مولانا محمد علی صاحب لاہوری ایک ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہور نے بلند کی جب کہ انہوں نے اپنی انگریز تصنیف "محمدی پرانٹ" مطبوعہ ۱۹۲۷ء میں حضرت عائشہ خدیجۃ کی شادی کے سلسلہ میں لکھا :-

ترجمہ :- "میں اس موقع پر حضرت عائشہ رضی کی عمر سے متعلق ایک عام غلط فہمی درکرتا جاؤں۔ یہ تو واضح ہے کہ آپ شادی کے وقت بالغ نہ تھیں لیکن یہ درست نہیں کہ آپ اس وقت ۶ سال کی کم سن لڑکی تھیں۔ اول قریب یات ظاہر ہے کہ آپ عمر کی اس منزل تک پہنچ رہی تھیں جہاں عام طور پر منگنی کر دی جاتی ہے اور اس طرح آپ شادی کے قابل ہو رہی تھیں۔ پھر "اصابہ" کا مصنف لکھتا ہے کہ آنحضرت صلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ حضرت عائشہ سے پانچ سال بڑی تھیں اور یہ بھی مسلم تھیقت ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی ولادت اس وقت ہوئی جبکہ کعبہ کی تعمیر تو ہوئی۔ اور اس وقت آنحضرت صلم کی عمر زیادہ سے زیادہ ۳۵ سال تھی۔ اس لحاظ سے حضرت عائشہ کی ولادت بعثت نبویؐ کے سال یا اس سے قدر سے پہلے ہوئی۔ جب بعثت کے دسویں سال ان کی شادی صحیح آنحضرت صلم سے ہوئی تو ان کی عمر دس سال سے کم نہ تھی۔ اس نتیجے کی تائید و تقدیم سیدہ عائشہؓ کے اپنے قول سے ہوتی ہے کہ جب سورۃ القمر تازل ہوئی تو ان دونوں وہ لڑکیوں سے تکمیلا کرنی تھیں اور انہیں ان دونوں سوروں کی چند آیات زبانی یاد تھیں۔ یہ سورۃ بُوٰت کے پانچویں سال کے بعد کی نہیں اس واقعہ کی رو سے یہ یات درست نہیں کہ بعثت کے دسویں سال شادی کے وقت آپ کی عمر ۶ سال تھی کیونکہ اس صورت میں اس سورۃ کے نزدیک کے نزدیک کے وقت تو یہ آپ کی پیدائش کا سال نہ تھا ہے جو بلاشبہ درست نہیں۔ ان حقائق کی رو سے شادی کے وقت آپ کی عمر دس سال تھی اور پوکہ آپ کی رخصی پانچ سال بعد مدینے میں ہوئی اس لئے اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال سے کم نہ تھی۔

(۳۹-۲۳۸)

مولانا محمد علی کی رائے پر تسفیہ کرتے ہوئے سید سلیمان ندوی نے سیرہ عائشہ کے تیسرے

ایڈیشن میں لکھا۔

بعض بے احتیاط لوگوں نے اس خیال سے کہم سنی کی شادی آنحضرتؐ کے لئے موزوں نہیں اس بات کی کوشش کی ہے کہ وہ ثابت کریں کہ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ ۶ بر س کی بجائے ۱۶ بر س کی تھیں۔ لیکن یہ تمام کوشش بے مودا اور ان کا دعویٰ بے دلیل ہے۔ حدیث و تاریخ کے پوسے دفتر میں ایک حرف بھی ان کی تائید میں نہیں۔ (نوت ۲) سیرت عائشہ ۲۷

تکھی محقیقی ہے؟ صدیقہؓ کی تاریخ ولادت تو کسی کو بھی معلوم نہیں سن ولادت میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ نکاح کے سال سے متعلق بھی ہم آئینگی نہیں اور رخصتی کا سن بھی مخدوش ہے ان حالات میں یہ گنجائش موجود ہے کہ ان بزرگوں کی تصریحات کا جائزہ لیا جائے اور حقیقت کی نقاپ کشانی کی جائے۔ سب سے پہلے اس امر کو بخوبی فاطمہ رکھنا ضروری ہے کہ سید سلیمان ندویؒ کے تاریخ شواہدؓ الفاظ میں آنحضرت صلیعہ کو سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے شادی کی مزدورت کیوں محسوس ہوئی؟

"خذیرہؓ ایسی رفیت و عمر کسار بیوی کی وفات کے بعد آنحضرت صلیعہ بہت طول رہا کرتے تھے۔ بلکہ اسی تہائیؓ کے غم سے زندگی بھی دشوار ہو گئی تھی۔ جان شاروں کو اس کی بہت فکر تھی۔ حضرت عثمان بن مظعون المٹونیؓ میں ایک مشہور صحابی ہیں۔ ان کی بیوی خول بنت علیم آپ کے پاس آئیں اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! آپ دسر ان کا حکم کر لیں۔ آپ نے فرمایا کس سے؟ خول نے کہا یوہ اور کنوواری دوڑوں طرح کی لڑکیاں موجود ہیں جس کو آپ پسند فرمائیں۔ اس کے متعلق گفتگو کی جاتے۔ فرمایا وہ کہن ہیں؟ خول نے کہا یوہ تو سودہ بنت زمعہ ہیں اور کنوواری ابو بکرؓ کی بیٹی عائشہؓ۔ ارشاد ہوا بہتر ہے تم الکی تسبیت گفتگو کرد۔" (سیرت عائشہ ۲۸)

سید سلیمان ندویؒ کی رائے میں سیدہ عائشہؓ سے آنحضرت صلیعہ کی شادی کا بڑا سبب غم تہائی اور عمر کسار رفیقہ کی بدائی تھا۔ اس کی درد دیگر دبوجہ بھی تھیں۔ ایک تو گھر بیوی مصر و فیت بڑھ جانے کی وجہ سے آپ کے مقصد رسالت کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہو گئی تھی۔ علاوه ازیں گھر میں دو کم عمر صاحبزادیاں سیدہ فاطمہ اور سیدہ ام کلثوم تھیں جن کی دیکھ بھال کے لئے عخاون خانہ کی مزدورت تھی۔ ان حالات کا تقاضہ تھا کہ آپ کسی ذہمیں۔ بالغ سلیقہ مند اور امور خانہ داری سے واقف عورت کو رفیقیات

بنائے کسی پھر سال کسن۔ ناچحتہ کارڈنلی سے نکاح آپ کے گھر بلوغ تھا اور انھیں کر سکتا تھا۔ ایک چھ سال رہا لیکن نہ قومِ اسلامی کر سکتی تھی نہ مگر کے کاروبار اداز پھیلوں کو سنبھال سکتی تھی بلکہ کم عمری کی وجہ سے آپ کی مشکلات میں اضافہ کا موجب ہی ہو سکتی تھی ایسے حالات میں آنحضرت نہ عائشہؓ سے شادی کا تصور کر سکتے تھے اور نہ ہی فولہ ایسی بترپ کار سمجھیا اور عقل مند خاتون آپ کو ایسی شادی کا مشورہ دیے سکتی تھی۔ یہ بھی بیش نظر ہے کہ جب حضرت خود نے آنحضرتؓ کے سامنے سیدہ عائشہؓ کے رشتے کی تجویز بیش کی تو کسی روایت میں یہ ذکر نہیں ملتا کہ آنحضرتؓ نے سیدہ عائشہؓ کی کم عمری کا ذکر کر کے اس رشتے سے انکار کیا ہوا۔ کہ وہ میری گھر بلوڈ مہ دار یوں کو کیسے سنبھالے گی۔ بلکہ بلا تامل رضا مندی کا اٹھا کر دیا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہؓ اپنی عمر کے لحاظ سے بالغ ہو چکی تھیں اور آنحضرتؓ کی نظر میں آپ کا گھر سنبھالنے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔ اسی طرح جب حضرت خود نے حضرت ابو یکبرؓ سے آنحضرتؓ کے لئے سیدہ عائشہؓ کا رشتہ طلب کیا تو انہوں نے ہرگز یہ عذر نہ کیا کہ عائشہؓ خابجی کسن اور نابالغ ہے وہ آنحضرتؓ کی عالی ذمہ داریاں پوری نہ کر سکے گی۔ اس کے بعد سیدہ عائشہؓ کی عمر اتنی زیادہ تھی کہ اس سے قبل حضرت ابو یکبرؓ نے سیدہ عائشہؓ کی سکانی عجیبین معلوم کر رکھی تھی اور آنحضرتؓ کا پیغام پہنچنے پر یہ نسبت متفق نہ کر کے سیدہ عائشہؓ کا نکاح حضور اکرمؐ سے کر دیا۔ کیا یہ سب کچھ ایک چھ سالہ گڑیاں کھیلنے والی بڑی کے بارے میں ملکن ہو سکتا تھا۔ یا سیدہ عائشہؓ اس وقت بالغ اور باشور تھیں۔ ذیں میں ہم روایت و دریافت ہر دلخواہ سے سیدہ عائشہؓ صدیقہؓ کے سن ولادت نکاح اور رخصی پر وہنی ذاتی ہیں۔ اور تو قع رکھتے ہیں کہ قارئین مقدمین کے اسماءے گرامی اور ان کے دعاوی سے مرعوب ہونے کی بجائے حقائق کی روشنی میں کوئی رائے قائم کریں گے۔ اور تاریخ کو عقیدے کی عنیک سے نہیں دیکھیں گے۔

ابن جریر طبری :- زمانہ جاہلیت میں ابو یکبرؓ دو خواتین کو عقد میں لائے۔ پہلی خاتون فتیلہ بن عبد العزیز تھیں جس سے عبد اللہ اور اسماعیل پیدا ہوئے۔ پھر امام رومان سے شادی کی جس سے عبد الرحمن اور عائشہ پیدا ہوئے۔ اور یہ پارول اسلام سے پہلے پیدا ہوئے۔ فکل هاؤ لہ الاربعہ من اولادہ دلد و امن ذوجیہ التین سمیتا ہماں الجاہلیۃ۔ ابو یکبرؓ کی اولاد میں چاروں زمانہ جاہلیت میں ان دونوں بیویوں سے پیدا ہوئے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے؟

(جلد ۳ صفحہ ۵)

سیدنا ابو بکرؓ کی اُم رومان سے شادی ۲۸ سال کی عمر میں ہوئی۔ آنحضرتؐ ابو بکرؓ سے دو سال بڑے ہتھے۔ اگر اُم رومان کے بطن سے سیدنا ابو بکرؓ کے دونوں بچے (عبد الرحمن اور عائشہ) شادی کے ابتدائی چار پانچ سال میں یکے بعد دیگرے پیدا ہوئے تو عبد الرحمن نے چھوٹی سیدہ عائشہؓ نے یقیناً بعثت سے پانچ چھ سال قبل پیدا ہوئیں۔ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۳۵۔ ۳۶ سال کے لئے بھاگ تھی۔ تاریخ سے یہ بھی عیاں ہے کہ عبد الرحمن بن ابو بکرؓ جنگ بدرمیں مسلمانوں کے خلاف لڑے اگر اس وقت ان کی عمر ۲۲۔ ۲۳ سال ہوتوان کی پیدائش بعثت سے نو یادس سال پہلے ہوئی۔ اور اگر سیدہ عائشہؓ ان سے تین چار سال چھوٹی ہوں تو وہ بھی بعثت سے پانچ چھ سال قبل پیدا ہوئیں۔ اور اگر عام روایت کے مطابق وہ سہی بعثت میں متولد ہوئیں تو ہمارے پاس یہ تسیلم کرنے کی کوئی شہادت نہیں کہ وہ اپنے بھائی عبد الرحمن سے چودہ پندرہ سال چھوٹی تھیں

ہانہ علماء ابن کثیر:- مشہور مؤرخ و محقق علامہ عماد الدین ابن کثیر اپنی تصنیف البلاية والنهاية میں سیدہ اسماءؓ بنت ابو بکرؓ کے بارے میں لکھتے ہیں

"اسماءؓ حمدیں ایک سو سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔ وہ اپنی بہن عائشہ سے دس سال بڑی تھیں۔ وہی اکبر من اخْتَهَا عائشة بِعِشْرَتِينَ (جلد ۸ ص ۲۷۴) اب اگر ۳۴ سال میں حضرت اسماء کی عمر ایک سو سال تھی تو ہجرت کے آغاز میں وہ ۲۸، ۲۹ سال تھیں۔ اس صورت میں ان سے دس سال چھوٹی عائشہؓ ہجرت کے وقت ۱۸۔ ۱۹ سال کی ہوئیں۔ اس سے ۱۳ سال میں دور نبوت نکالئے تو بعثت نبویؓ کے وقت ان کی عمر چار پانچ سال کی ہوئی۔ جب کہ آنحضرتؐ کی عمر ۳۵۔ ۳۶ سال کی تھی اور اسی طرح سیدہ عائشہؓ میں رخصی کے وقت الْخَارَهِ انیں سال کی تھیں۔

۳:- صاحبہ شکوہ کی روایت:- حدیث کی مشہور کتاب "مشکوہ المصالح" کے مؤلف شیخ ذلی الدین اپنی تایف "امال فی اسماء الوجال" میں لکھتے ہیں کہ رخصت کے وقت سیدہ عائشہؓ کی عمر الْخَارَهِ انیں سال سے کم نہ تھی اور اس ضمن میں وہ علامہ ابن کثیر سے ہم آہنگ ہیں۔

۴:- سیداد مسیلمان کی اپنی رائے:- مقام مسرت ہے کہ ان کی زیر نظر اپنی تصنیف "سیرۃ عائشۃؓ" میں انہوں نے غیر شوری طور پر ہماری رائے کی تاکید کی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:-
ا:- امیر معاویہؓ کی خلافت کا آخری حصہ حضرت عائشہ کی زندگی کا آخری زمانہ ہے اسوقت ان کی عمر ستر سو برس کی تھی ۱۳۵۰ھ

ب : - حضرت عائشہؓ بیوہ تھیں اور اس عالم میں انہوں نے زندگی کے چالیس مرحلے طے کئے (ص ۱۱۱) سید سلیمان ندوی کفر روایت پرست ہیں مگر حقائق نے ان کی زبان پر حجت جاری کر دیا ہے۔ اگر وہ ان دونوں روایتوں پر مجموعی نظر ڈالنے تو ہماری ہم تو انیٰ کرتے انہوں نے وفات کی وقت حضرت عائشہؓ کی عمر ستر سو سال تکی ہے۔ غالباً ان کے سامنے ابن کثیر اور صاحب مشکوہ کی روایت تھیں۔ اب، ۶ سال میں سے بیوی کے چالیس سال نکال دیجئے۔ تو آنحضرت صلم کی وفات کے وقت ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی عمر ۲۳ سال بنتی ہے۔ آنحضرت کا دور پوت ۲۳ سال تھا۔ ۲۳ سال میں سے ۲۳ نکالنے تو بعثت کے وقت سیدہ کی عمر چار سال ہوئی۔ اس طرح یہی آپ اس سال پیدا ہوئیں۔ جب آنحضرتؓ کی عمر ۲۳ سال تھی، نیز حضرت قاطمہؓ سے قبل شہادت ہو جانے سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ آپ حضرت فاطمہؓ سے عمر میں بڑی تھیں اور سیدہ فاطمہؓ سے متعلق لکھا جا چکا ہے کہ ان کی ولادت اس سال ہوئی جب خانہ کعبہ کی تعمیر تو ہوئی اور آنحضرت صلم کی عمر زیادہ سے زیادہ ۲۴ سال تھی۔

غور کیجئے ان شواہد کی روشنی میں سید سلیمان ندوی اور سید ابوالا علی مودودی کے دعاویٰ کس حد تک قابل اعتماد ہیں اور اگر عالم اسلام تسلیم کر لے کہ غصتی کی وقت سیدہ عائشہؓ کی عمر تو سال کی بجا ۱۸ یا ۱۹ سال تھی تو اس میں اسلام، آنحضرتؓ اور سیدہ عائشہؓ کی سیرت پر کیا اعتراض وارد ہوتا ہے؟ روایت کھٹکہ شہادت ہے:- تاریخ کی شہادت تو قارئین کے سامنے ہے۔ آئیے اب سیدہ عائشہؓ کے اقوال علمی مرتبہ اور واقعاتِ حیات پر فور کریں تاہم فور و فکر سے پہلے سید سلیمان ندوی مرہوم کی ذیل کی کی تحریر پڑھ جائیے:-

"عموماً ہر زمان کے بچوں کا دہی عال ہوتا ہے جو آج کل کے بچوں کا ہے کہ سات آٹھ برس تک تو انہیں کسی بات کا مطلقاً ہوش نہیں ہوتا اور نہ وہ کسی بات کی تذکرہ پہنچ سکتے ہیں لیکن حضرت عائشہؓ رواپن کی ایک ایک بات یاد رکھتی تھیں۔ ان کی روایت کرتی تھیں۔ ان سے احکام مستبط کرنی تھیں۔ رواپن کے جزوؓ برزنیؓ واقعات کی مصلحتوں کو بتاتی تھیں۔ رواپن کے محیل کو دیں اگر کوئیؓ آیت ان کے کافوں میں پڑ جاتی تھی تو اس کو بھی یاد رکھتی تھیں۔۔۔۔۔ کہ مکہ میں یہ آیت جل الساعۃ موعدہم و الساعۃ ادھی و امر لہ نازل ہوئیؓ تو میں محیل رہی تھی۔ بہوت کے وقت ان کا سن آٹھ برس کا تھا لیکن کم عمری اور کسی میں ہوشمندی اور قوت حافظہ کا یہ عال تھا کہ بہوت بندگی کے تمام واقعات بلکہ تمام جزوؓ باس ان کو یاد تھیں۔ ان سے بڑھ کر کسی صحابی نے بہتر کے واقعہ کا تمام مسلسل بیان حفظ نہیں

رکھا ہے۔) (سیرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا)

بلاشبہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا طامہہ بدل کی ذہین، نکتہ رس، اور دقیق النظر تھیں مگر طبعی عمر کے تقاضوں کے مطابق آپ بھی سات آٹھ برس تک دوسرا بچوں کی طرح تھیں۔ دراصل سید سلیمان صاحب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کم سنی کو اصول اور مرکزی نقطہ قرار دی کرتا تھا جو اخذ کئے ہیں حالانکہ سیدہ کی زندگی کے واقعات ہی سے عیاں ہے کہ وہ کم عمر نہ تھیں بلکہ آپ ہر دور کے بچوں کی طرح تھیں۔ جیسا کہ ہر دو میں ہم عمر بچوں میں ذہانت کا فرق ہوتا ہے۔ آپ بھی ہم عمر والیں ممتاز تھیں۔ مگر یہ درست نہیں کہ یہ بات ایک بچہ فریاد سال کی عمر میں سمجھ سکتا ہے آپ چار پانچ سال کی عمر میں سمجھ جاتی تھیں۔

سید سلیمان ندویؒ کی تحریر کے مطابق صحیح بخاریؓ
 سورۃ القمر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر:- کتاب التفسیر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ لقد انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بمکہ و المیں بخاریؓ میں اس ساعتہ موعدہم والاساعۃ

ادھی و امروؓ میں رُکنیؓ عقی کہ مکہ میں آنحضرتؐ پر سورۃ القمر کی آیت میں اس ساعتہ المیں نازل ہوئی۔ اول تو اس روایت میں حضرت عائشہ نے اپنے آپ کو نزول آیت کے متعلق بخاریؓ (رُکنیؓ بتایا ہے اور بڑا کہلانے کے لئے چھوٹی بچی ہوتا مزدروی نہیں۔ بچر تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں) کو سورۃ القمر بعثت نبویؓ سے چار پانچ سال بعد نازل ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و دونوں رُکنیوں کے ساتھ کھیلا کر تھیں۔ آپ کو یہ بھی معلوم تھا کہ آیات آنحضرتؐ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں۔ اور جیسا کہ سید سلیمان ندویؓ نے لکھا ہے کہ ”سات آٹھ سال کی عمر تک بچوں کو کسی بات کا مطلق ہوش نہیں ہوتا۔ اس لئے بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر فو، دس سال بھی اور آپ کی پیدائش بعثت نبویؓ سے چار پانچ سال پہلے ہوئی تھی۔“ اگر سید صاحب کی یہ بات مان لی جائے کہ سیدہ صدیقہ کی ولادت کی تاریخ نبوت کے پانچ سال پہلے ہوئی تھی۔ میرزا (۲۱) یا یا باور کر لیا جائے کہ حضرت عائشہ پیدا ہوئی تھیں تو نبوت کے چار پانچ سال کا آخری حصہ ہو گا (۲۲) میرزا (۲۳) یا باور کر لیا جائے کہ حضرت عائشہ پیدا ہوئی تھیں تو نبوت کے چار سال گزر پکے تھے اور پانچ سال سال گزر رہا تھا (۲۴) تو اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی قبول کرنا ہوگی کہ نبوت کے پانچ سال سورۃ القمر کے نزول کے وقت عائشہ صدیقہؓ نزدیک سے زیادہ چند ماہ کی تھیں اس لئے یا تو بخاریؓ کی سورۃ القمر والی روایت درست نہیں یا جناب صدیقہؓ کی تاریخ پیدائش بعثت

سے چار پانچ سال پہلے تھی۔

آخر سید سلیمان ندویؓ، سید ابوالاعلیٰ مودودی اور ان کے ہم مسلم بخاریؓ کی ان دو روایتوں میں کس طرح تبیین دیں گے۔

۱۔ جب شہد بعثت میں سورہ القمر نازل ہوئی تو عائشہ صدیقہؓؒ کی درسی لذکریوں کے ساتھ تکمیلی تحقیق اور آیت والی ساعت ادھی دامرو پڑھی تھیں۔ (بخاری کتاب الفتنہ سورہ القمر)

۲۔ حضرت فضیلؓؒ نے بوت کے دسویں سال ہجرت مدینہ سے تین سال قبل ماہ رمضان میں انسقال کیا اور اس سے ایک ماہ بعد ماہ شوال میں آنحضرتؐؒ نے عائشہ صدیقہؓؒ پر نکاح کیا۔

(بخاری کتاب روایت عروہؓؒ)

تو نکاح کے وقت سیدہ عائشہؓؒ کی عمر پچھسال تھی اور جناب ابوالاعلیٰ مودودی کی تحقیق کی رو سے قبیداً ہی نہیں ہوئی تھیں بلکہ نزول سورہ کے ایک سال بعد پیدا ہوئی تھیں۔

ان ہر دو روایتوں کی رو سے صحیح بخاری جہاں سیدہ عائشہؓؒ کی آنحضرتؐؒ سے شادی پچھسال کی عمر میں نسلہ بعثت میں بناتی ہے اور ہمیں یقین دلانی ہے کہ جناب سیدہ عائشہؓؒ کی ولادت بعثت کے پانچویں سال ہوئی وہاں یہ بھی ذکر کرتی ہے کہ اپنی ولادت کے اسی سال عائشہ صدیقہؓؒ مکہ کی رٹکیوں کے ساتھ تکمیلی اور سورہ القمر کی آیات پڑھتی تھیں۔

واقعات کے مضمونات کی شہادت:- اس بات کو سب تسلیم کرتے ہیں کہ مکہ زندگی میں معراج بیان کئے ہیں وہ کسی درسے صحابی کی روایت میں نہیں ملتے اور اس تفصیل کی توقع کسی ایسی روایت سے رکھا جائے ہے، جس کی اپنی عمر ہجرت کے وقت آٹھ یا نو سال بیان کی جاتی ہے۔ اس امر سے بھی واضح ہے کہ ہجرت کے وقت آپ سترہ تھمارہ سال کی ایسی بالغ النظر جوان رُطکی تھیں۔ جس کا شور، قوت، شہادہ، حافظہ اور ادراک حالات کا فی بغتہ ہو چکا تھا۔

سیدہ تاوبکرؓؒ کی تیمارداری:- مدینہ پہنچ کر حضرت ابو بکر صدیقؓؒ شدید بیمار ہو گئے تو سیدہ عائشہؓؒ کی والدہ محتمہ اور بڑی بہن حضرت اسماءؓؒ کے ہوتے ہوئے بھی والد کی تیمارداری آپ کے پرورد ہوئی۔ سیدہ عائشہؓؒ کی روایت کرنی ہیں کہ جب آپ والد محتمم سے غیرت دریافت کرتیں تو وہ یہ شعر پڑھتے۔

کل اصرار مصباح فی اهله والموت ادنی امن نشواف نعلمه

اگر ہجرت کے پہلے سال حضرت عائشہؓؒ کی عمر آٹھ سال تھی اور اگلے سال رضی کے وقت آپ ۹ سال کی تھیں تو پھر بڑوں کے ہوتے ہوئے آپ کو تیمارداری کی خدمت کیوں سونپی گئی اور سیدنا ابو بکر صدیقؓؒ

ایک جم عربی می کو شعر کیوں سناتے تھے۔ پنج بھائی ہے کہ سیدہ عائشہؓ اس وقت سترہ انہارہ سال کی تھیں۔ اور سخن فہمی کا کام ملکہ رکھتی تھیں۔

اصحابہ کی روایت اور درج کر چکے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کی بیوائش خانہ کعبہ کی تعمیر نو کے وقت ہوئی جب کہ آنحضرتؐ کی زیادہ عمر ۳۵ سال تھی اور سیدہ عائشہؓ فرم سیدہؓ فاطمہؓ نے چار پانچ سال چھوٹی تھیں، لیکن تاریخ ہی ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت عائشہؓ کا نکاح آنحضرتؐ سے نامہ بعثت میں ہوا اور اس سے قبل سیدہ عائشہؓ کی منگنی جبیر بن معتمم کے لڑکے سے ہو چکی تھی۔ جب کہ سیدہ فاطمہؓ کا حضرت علیؓ سے نکاح سیدہ عائشہؓ کے نکاح سے پانچ سال بعد تھے ہمیں مدینہ میں ہوا اور حضرت فاطمہؓ کے نئے گھر کو خود سیدہ عائشہؓ نے آراستہ کیا اور سید سلیمان ندوی ہی کے القاظامین "مکان لیپا۔ بستر گیا۔ اپنے ہاتھ سے کھور کی چھال دھن کرتکے بنائے۔ جھوہلے اور منتهی دعوت میں پیش کئے تکڑا کی کی انگنی تیار کی کہ اس پر پانی کی مشک اور پکڑے لٹکائے جائیں۔ (سیرہ عائشہؓ)

کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ سیدہ عائشہؓ عمر میں سیدہ فاطمہؓ سے قدسے بڑی تھیں یا کم از کم ہم عمر تھیں اور ہر دو کی پیدائش کعبہ کی تعمیر نو کے قریبی زمانہ میں ہوئی۔

جنگِ احمد میں غازیانِ دین کی سقائی :- جنگِ احمد کے وقت سیدہ عائشہؓ کی عمر دس سال باتی تھی اس رہائی میں دیگر خواتینِ اسلام کے ساتھ آپ نے بھی کندھ سے پرپانی کی مشک اٹھائی ہوئی تھی۔ مدینہ سے پانی بھر میں اور تین میل دُور احمد پہاڑ کے دامن میں دن بھر مجاہدین کو پانی پلاٹی رہیں کیا یا کارنامد کوئی دس سالہ رڑکی انعام دے سکتی تھی؟ چھ سال کی عمر میں آپ کے نکاح کے مویدین کا سارا استدلال اس بات پر صرف ہوتا ہے کہ وہ نو سال کی عمر میں وظیفہ زوجیت ادا کر سکتی تھیں اور ان فرائض و دنالائف کو نظر انداز کر دیا ہے۔ بورسول اللہ صلعم کے اہل بیت ہونے کے ناطے سے آپ پر عائد ہوتے تھے۔ کیا احمد میں شرکت ایک گڑا یا کھیلنے والی کمسن رہائی کی ہمت کا مظاہر ہے کیا اسی واقعہ سے عیاں نہیں کہ آپ اس قدر بڑی ہو چکی تھیں کہ آپ بلا خوف و خطر میانِ جنگ میں سقائیؓ کے فرائعن انعام دیتی رہیں اور اس وقت آپ کی عمر بلکہ اشیہ میں اکیس سال تھی۔

علم الانساب اور سخن فہمی :- اس بات پر سب متفق ہیں کہ سیدہ عائشہؓ ظاہرہ علم انساب شعرو ادب، تقدید و قہم سخن۔ تفسیر قرآن، فقہ، حدیث اور طب میں یکتاے روزگار تھیں۔ اور آج تک نسویان

دنیا میں منفرد مقام رکھتی ہیں جیسا کہ سید ابوالا علی مودودی کو بھی اعتراف ہے کہ:-

"حضور اللہ کے رسول تھے جن کے پرداستی زندگی میں ایک ہمہ گیر انقلاب برپا کرتا اور معاشرے کو اس انقلاب کے لئے تیار کرنا تھا۔ اور حضرت عائشہؓ ایک غیر معمولی قسم کی رواکی تھیں جنہیں اپنی ذہنی صلاحیتوں کی بنا پر اس معاشرے کی تغیریں حضورؐ کے ساتھ مل کر اتنا بڑا کام کرنا تھا۔ جتنا دوسری تمام اذواق مطہرات سیست اس وقت کی کسی عورت نے نہیں کیا۔ بلکہ یہ بات بلا مبالغہ کچھ جاسکتی ہے کہ دنیا کے کسی زبان تک میں اس وقت کی کام کی تکمیل میں ایسی زبردست مددگار نہیں بینی جیسی حضرت عائشہؓ حضورؐ کو کم میں مددگار ثابت ہوئیں" (ترجمان القرآن ص ۲ ستمبر ۶۶ء)

blasibhе آپ نے تفسیر قرآن - فقرہ - حدیث ، دینی علوم کی تعلیم سرور عالم کے فیض صحبت سے حاصل کی اور طلب کا علم بھی کاشانہ نبوت میں سیکھا۔ مگر اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ سیدہ عائشہؓ نے علم انساب اور ذوق شعر و ادب سرور رکانات گے سے پاپا کیونکہ آنحضرتؐ نسب تھے نشاعر۔ نہیں آپ کو فرمایا رساالت سے فرمت تھی کہ سیدہؓ کو یہ علم پڑھاتے۔ نہیں تاریخ بتاتی ہے کہ سیدہؓ نے یہ فن مدینہ منورہ میں کسی دوسرے شخص سے حاصل کیا اور دوسری طرف تم جانتے ہیں کہ آپ کے والد محترم سیدنا ابو یکریم صدیقؓ علیہ السلام کے ہمرا در شر و ادب کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ بقول سید لیمان ندویؓ :-

"حضرت ابو یکریمؓ سارے قریش میں علم انساب اور شعر کے ماہر تھے۔ قریش کے شاعروں کے بواب میں اسلام کے زبان دان شامر و پیٹ کے جو شعر کہتے تھے کفار کو یقین نہیں آتا تھا کہ وہ حضرت ابو یکریمؓ کی اصلاح و مشورے کے بغیر نکھلے گئے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے اس باب کی آنکش میں تحریت پائی تھی۔ اس لئے علم انساب کی واقفیت اور شاعری کا ذوق ان کا خاندانی درست تھا" (سیرۃ عائشہؓ ص ۳۴۳)

پس انساب ، شعر و ادب اور سخن فہمی میں کمال حضرت عائشہؓ نے مکہ ہی میں اپنے والد مکرم حضرت ابو یکریمؓ سے حاصل کیا اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ آپ سات آٹھ سال کی عمر میں ہجرت کر گئی تھیں تو پھر یہ ناممکن ہے۔ کہ آپ نے مکہ میں چھ سات سال کی عمر میں یہ علوم کما حقہ حاصل کر لئے تھے کیونکہ شعر فہمی اور تاریخ دانی کے لئے ذہنی نشوونما اور شعور کی پہنچی درکار ہوتی ہے اور اس کے لئے بالغ العمر اور بلینے المطلوب ہونا ضروری ہے۔ اس لئے یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ ذوق آپ کا چھ برس کی عمر میں نکاح ہوا اور نزدیک ۹ سال کی عمر میں قابل فہم ہے۔ مکن زندگی میں ان علوم کا حصول ظاہر کرتا ہے کہ آپ ان علوم میں کمال حاصل کر کے اٹھا رہے سال کی عمر میں کاشانہ زنجویؓ میں داخل ہوئیں۔

افک کا واقعہ :- افک کا واقعہ شہر سے متعلق بیان کیا جاتا ہے جب عام روایت کی رو سے آپ کی عمر ۱۴ سال تھی ہے۔ دیکھنے ہے کہ افک کے المیں سیدہ عائشہ کا کردار ایک سالہ لڑکی کا ساتھا یا ایک عالمہ قرآن بالغ النظر متعالِ مرا�ع۔ پاک سیرت، سمجھدہ جو ان سال خاتون کا تھا۔ ایک غیرت مند۔ باحیا۔ باشورا و بخود دل خاتون کی طرح آپ اس بہتان کو محسوس کرتی ہیں اور جب آپ کی برتیت اور پاک دامنی کے بارے میں آسمان شہادت نازل ہوئی اور والہ محترم نے آپ کو آنحضرت کاشکریہ ادا کرنے کو ہاتھو آپ نے بے ساختہ تربان مبارک سے چاٹلا جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کاشکر کبوں نہ کروں جس نے میری پاک دینی کی شہادت ہی ایسے پریشان کن حالات میں مقام توحید کا یہ ادراک اور حق کوئی وصف بیان کا یہ اسلوب کسی ۱۲ سالہ لڑکی کے بس کی بات نہ تھی۔

واقعہ تحریر :- عام روایت کی رو سے جب تحریر کی آیت نازل ہوئی تو آپ ۱۴ سال کی ہو چکی تھیں ازدواج مطہرات نے بدلتے ہوئے بہتر مالی حالات میں آنحضرت سے نندگی کی آسانش کا مطالبہ کیا۔ آنحضرت کو یہ تقاضہ پسند نہ آیا اور ایک ماہ کے لئے ازدواج سے علیحدگی اختیار کر لی۔ ازدواج مطہرات کی بے قراری اللہ کے ہاں مقبول ہوئی اور آنحضرت مکی طرف وحی نازل ہوئی۔

لے بنی اسرائیل کے اذواج سے علیحدگی اختیار کر کے) ایک حلال بات کو اپنے لئے حرام کبوں کر لیا تو اپنی ازدواج کی خوشودی کا جو یار ہتا ہے اور اللہ تو خطاب پوش رحیم ہے ۱۷ (تحریر)

اس آیت کے نزول سے آنحضرت کی رحمت جوش میں آئی۔ رنج و ملال کافور ہو گیا۔ ایلاء کی مدت ختم ہو گئی تو آپ سیدھے جوہر عائشہ میں تشریف لے آئے۔ سیدھہ نے ازراہ تفنن کہا کہ آپ تو ایک دن پہلے ہی آگئے ہیں آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ ہمینہ کبھی کبھی ۲۹ دن کا بھی تو ہوتا ہے۔ ایلاء کے معا بعد آنحضرت پیر آیہ تحریر نازل ہوئی کہ ”اے بنی اسرائیل ازدواج سے کہیے کہ اگر وہ دنیا کی زینت اور اموال کی خواہشمندی تھیں ایں سامان لیں۔ اور رخصت ہو جائیں اور اگر انہیں اللہ اور اس کے رسول اور اخزوی نعمتوں کی آرزدی سے فر پھروہ دنیوی آسانیوں سے دستبردار ہو جائیں۔ حضرت عائشہؓؓ کی عنemat اسلام سے والہیت ذہنی پیشگی شور بیداری اور تو بصیرت کا اندانہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ آنحضرتؓؓ نے یہ ایمان آزماسوال سب سے پہلے جو ان سال حضرت عائشہ صدیقۃؓؓ سے کیا۔ اور فرمایا کہ جواب دینے میں جلدی بازی نہ کرو بلکہ والدین سے مشورہ کرنے کے بعد بتاؤ کہ تمہیں دنیا کی آسانیوں درکار میں یا اس کے مقابل اللہ اور رسول اور نعمائے آنحضرت کو جاہتی ہو۔ یہ سنتے ہی سیدھہ عائشہ کا چھرہ فوجا خوش، ایمان سے چمک المظاہر۔ اور بیاتا مل عرض کی یا رسول اللہ

اس میں والدین سے مشورہ کیا مزدورت ہے مجھے تو تمام کی تمام نعمتوں کے مقابل اللہ اور اس کا رسول ہی پسندید و مطلوب ہیں قائلین فیصلہ کریں کہ کیا یہ ایمان افراد ز جواب کسی ۱۴-۱۵ سالہ رٹکی کی زبان سے ہے یا کسی ایسی دیانتدار باشور بالغ النظر اور ذکرہ عمر خاتون کا فیصلہ ہے جو معرفت حکمت زندہ تقویٰ اور عشق قدر اور رسول کی منزلیں طے کر کے انتہائی بلندیوں پر پہنچ جکی تھیں۔

عشقِ رسول کا ایک ایمان اور واقعہ :- میں بحثتے ہیں ۔

"سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ تبی صلعم اپنے تعلیٰ کو پوند لگا رہے تھے۔ میں چند کات رہی تھیں میں نے دیکھا کہ آپ کی پیشانی مبارک پر پسیتہ آرہا ہے اس پسیتہ کے اندر ایک فراہجرہ رہا ہے اور بُرھرہا ہے۔ یہ ایسا نظر اور تھا کہ میں سراپا حیرت میں تھی۔ آپ کی مبارک نظر مجھ پر پڑی۔ فرمایا۔ عائشہ! تم حیران کیوں ہو رہی ہو؟ میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے دیکھا کہ حضور کی پیشانی پر پسیتہ ہے۔ اور پسیتے کے اندر چمکتا دھکنا نور ہے۔ اس پاک نظر اور مجھے سراپا چشم بنا دیا ہے۔

اے خلک چشمے کہ او حیران اوست
وے ہمایوں دل کہ آن قربان اوست
خدا اگر ابو بکر نہ لی حضور کو دیکھ پا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے اشعار کے صحیح مصدق حضور ہی ہیں آپ
نے فرمایا کہ اس کے اشعار کیا ہیں میں نے یہ اشعار سنائے:-

وَمُبْرِى من كُل غَيْرِ حِيفَة وَفَسَادِهِ حَاضِعَة دَاءِ مَعْضِيل
(وہ ولادت اور رضااعت کی الودگیوں سے برتاؤ ہیں)

وَإذَا نَظَرَت إِلَى اسْرَة وَجْهَة بِوقْتِ كَبْرِى الْعَارِضِ الْمُتَعَلِّل

(ان کے درخشاں چہرے پر نظر ڈالو تو معلوم ہو گا کہ نورانی اور درخشاں بر ق بلوہ دے رہی ہے)

تبی اکرم کے ہاتھ میں جو کچھ تھا اسے رکھ دیا۔ پھر سیدہ عائشہ رضیٰ کی پیشانی پر یوسدہ دیا اور فرمایا۔ ماصودت منی کسرو دکھے۔ "جو سو در مجھے تمہارے کلام سے ہوا ہے اس قدر سو در تمہیں میرے نظارے سے نہیں ہوا ہو گا"۔ تریخ اور پر زنگاہ شرقی و محبت، ابو بکر نہ لی کے اشعار کا انتقام اور آنحضرتؐ کے چہرہ درخشاں سے تشبیہ ہیں نظر کے لئے دعوت فکر ہے۔ اس واقعہ کے ضمن میں سیدہ عائشہ کی قوت مثاہدہ۔ نکتہ رسمی۔ فضاحت و بلا غفت و سیع علم اور عین نظر پر غور کیجئے۔ کیا یہ غلطت ایک سترہ امتحانہ سالہ رٹکی کا حصہ ہے جو نسلی کی عمر میں اہل بیت نبی نہیں۔ یا ایسی خاتون کی ذہانت

فصاحت کا عکس ہے جو ٹھوس و سیع علمی صلاحیتوں کے ساتھ کاشادہ اور سالت میں آئیں اور آخرت کے فیضان
صحبت و نظر سے کماحتہ مستفیض ہوئیں۔

آسمانی مقصد کی تکمیل :- حضرت عائشہ مطہرہ نے آخرت کے وصال کے بعد تفہیفۃ اور حدیث
جس کی موجودگی میں آپ نے آخرت میں صحبت میں علوم و حکمت قرآن سے بہرہ کاصل حاصل کیا۔ پھر اولادہ ہونے
کی وجہ سے آپکو علوم دینیہ کی تحصیل میں انتہائی سہولت میسر آئی علاوہ اذیں دینیہ کی سورات رسول نہ سائل آپ
ہی کی وساطت سے حضور اکرم سے دریافت کرنی تھیں۔ پھر مسجد نبوی سے قرب کی وجہ سے آپکو آخرت کے
مواعظ حسنہ شعراء کے قصائد اور تعاریر سننے کا بہرہ کرست موقعہ مذاقہ اور ازاداج البنی کا آسمانی مشن پر تھا واد
کون ما یتی فی بیوٰ تک من آیات اللہ والحمد لله اور علمائے تاریخ بخوبی جانتے ہیں کہ تبلیغ قرآن و
حکمت کا جو فرضیہ حضرت عائشہؓ نے ادا کیا وہ اپنی نظیراً ہے۔ اور اگر آپ کی بدولت یہ کام پایہ تکمیل کوئے
پہنچتا تو ازاداج مطہرات ارشاد الہی کی کماحتہ، تعامل سے محروم رہ جاتیں۔ اس ضمن میں غناب سید ابوالاعلیٰ
مودودی کی رائے دیکھئے:-

"علم حدیث کا جس شخص نے بھی مطالعہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کے ذریعے سے بتنا اسلام دین
مسلمانوں کو پہنچا اور رفتہ اسلامی کی معلومات حاصل ہوئیں اس کے مقابلے میں عہد نبوت کی عورتیں تو درکار مرد
بھی کہیں جیسے ہیں جن کی علمی خدمات کو پیش کی جاسکے۔ اگر حضرت عائشہؓ صبورؓ کے نکاح میں نہ آئیں اور
آپ سے تعلیم و تربیت پانے کا ان کو موقع نہ ملتا تو اندازہ نہیں کیا جاسکتا کہ اسلام کے علم کا کتنا بڑا حصہ امت
مسلمیتک پہنچنے سے رہ جاتا۔ ان سے ۲۲۱ حدیث مروی ہیں اور وہ صرف حدیث روایت کرنے والی نہ تھیں
 بلکہ فقیہہ اور مفسر اور مجتہد اور مفتی بھی تھیں۔ انہیں بالاتفاق مسلمانوں ہورتوں میں سب سے زیادہ فقیہہ مانا
 جاتا ہے۔ اکابر صحابہؓ ان سے مسائل پوچھتے تھے۔ یعنی کہ حضرت عمر بن ابی داؤد حضرت عثمانؓ بھی بعض مسائل میں ان کی
 طرف رجوع کرتے تھے۔ ان کا شمار مدینہ طیبہ کے ان چند علماء میں ہوتا تھا جن کے قتوے پر لوگوں کو اعتماد تھا۔"

(ترجمان القرآن ستمبر ۱۹۶۶ء)

سید عائشہؓ کو ازاداج مطہرات اور نواتین اسلام میں یہ مفرد مقام تھیں میسر آیا کہ آپ ذہنی صلاحیتوں سے
مرین و ادارست ہو کر یعنی عمر میں آخرت کے باں آئیں اور اپناؤ امن علم و حکمت قرآن سے بھرا اور اس حدتک

بھر اک کوئی دوسرا صاحبی آپ کا ہمسر و سہمیں نہ تھا۔ اور یہ مقام کسی ایسی لڑکی کی قیمت و حیثت نہیں جو بقول بعض
نوشال کی عمر میں گردیوں کے ساتھ بُنی اکرمؐ کے گھر آئی۔ عظمت و رفعت کا یہ ارفع داعلہ مقام خیر النساء عالم
ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ کو تسبیح حاصل ہوا جب آپ حضرت ابو بکر صدیقؐ کی توجہ و کاوش سے ذہنی نشوونما پا کر
اٹھا رہ انیس سال کی عمر میں آنحضرتؐ سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئیں۔ ”فَهَدَىٰ مِنْ مَذْكُورٍ۔۔۔“
(کیا پھر کوئی تسبیح حاصل کرنے والا ہے) ۱۷ : ۵۳